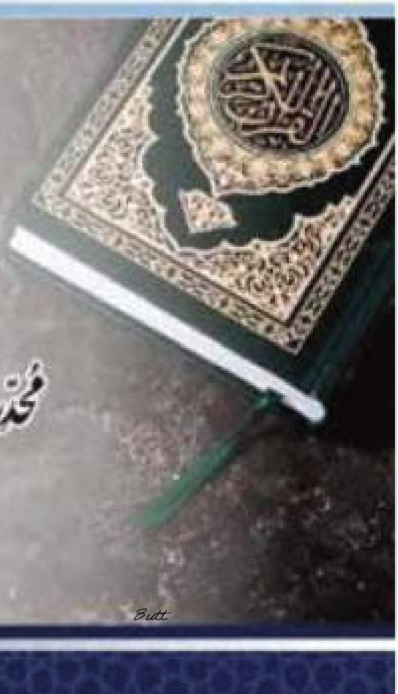
منتخبات

اُصولِ تفسیر وعلومِ قرآن

اُردو ترجمہ

یتیمۃ البیان فی شیءٍ من علوم القرآن



تالیف

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ

ترجمہ

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری

مکتبہ بینات
جامعۃ العلوم الاسلامیۃ
علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

طبع دوم: ۱۴۴۱ھ/2020ء

مکتبہ بینات
جامعۃ العلوم الاسلامیۃ
علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

Tel: 92-21-34927233 Ex. 146-147
E-mail: bayyinat@banuri.edu.pk
www.banuri.edu.pk

لکھی ہیں، جن میں ڈپٹی نذیر احمد دہلوی اور مرزا حیرت دہلوی رحمہما اللہ کا ترجمہ شامل ہے۔انہی ہندی مفسرین میں سے بعض نے قرآن کی مراد میں تحریف بھی کی ہے اور معنوی اعتبار سے قرآن کو مسخ کردیا ہے، قرآن کو اپنی خواہشات کے قالب میں ڈھال کر اپنے واسطے جہنم کا ٹھکانہ تیار کیا ہے، جیسے: محمد علی قادیانی جس کی جانب گزشتہ سطور میں ہم نے اشارہ کیا ہے، اس نے اپنی تفسیر میں سرسید احمد خان دہلوی -بانی علیگڑھ یونیورسٹی -کی تفسیر پر اعتماد کیا، اسی طرح حکیم احمد حسن امروہی مرزائی قادیانی، جس کی تفسیر کا نام میری یادداشت کے مطابق غالباً "غاية البيان" ہے، موصوف نے اس کتاب کو باطل اقوال سے بھر دیا ہے اور لوگوں کو گمراہ کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے۔

سرسید احمد خان اوران کی تفسیر

سرسید احمد خان کی تفسیر کا تذکرہ چھڑا ہی ہے تو ان کی شخصیت اوران کی تحریر کردہ تفسیر کے متعلق وضاحت نہ کرنا، مذہبی مداہنت اور عملی نفاق ہوگا؛ اس لیے کہ وہ بہت سے خواہش پرست اور روشن خیال لوگوں کے رہبر ورہنما ہیں، جن کے لیے ان کی کج روی کی بنا پر ملت حنیفہ کی سیدھی اور ستھری راہ تاریک کردی گئی ہے، سرسید احمد خان یا تو زندیق اور ملحد شخص تھے یا پھر جاہل وگمراہ، جو حق تک پہنچنے کے خواستگار تھے لیکن سیدھی راہ ان سے خطا ہوگئی، انہوں نے شرعی معاملات اور شعائرِ دین کے متعلق اپنی گمراہ اور ناکارہ عقل کو کسوٹی ٹھہرایا، جس کی بنا پر خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا، ان کا طرز وطریقہ یہ تھا کہ اہل یورپ، ملتِ اسلامیہ پر جو بیکار اعتراضات کیا کرتے تھے، موصوف ان کو تسلیم وقبول کر لیتے تھے، پھر قرآن وسنت میں تاویلات کرنے لگتے تھے، یوں انہوں نے اسلام کو کفر کے قریب کر کے دونوں کو ایک ہی دین قرار دے ڈالا، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ موصوف یہ تمام تر تاویلات اس لیے کیا کرتے تھے کہ اس طرح وہ ان اہلِ کفر کے دربار میں تقرب اور شرف باریابی حاصل کرلیں، جن کے ہاتھ میں ہندوستانی حکومت کی باگ ڈور تھی۔

چنانچہ انہوں نے فرشتوں کا انکار کرتے ہوئے کہا:

’’ملائکہ، خیر کے فطری ملکہ کا نام ہے، جو انسانی فطرت و جبلت میں ودیعت ہے، یہ وجودِ انسانی سے خارج کوئی مستقل عالم نہیں، بلکہ یہ ان صفات میں سے ہے جو انسان کے اندر ہی موجود ہیں۔‘‘

اسی طرح شیاطین کا انکار کرتے ہوئے لکھا:

’’شیطان ان شر کی قوتوں سے عبارت ہے جو فطرت انسانی کا حصہ ہیں۔‘‘

اسی طرح حشر اور معاد جسمانی کا انکار کیا، بلکہ ملحد فلاسفہ کی طرح صرف معاد روحانی کو ثابت کیا، نیز آسمانوں اور ارواح کے وجود کا بھی انکار کیا۔

موصوف، نبوتِ شرعیہ۔ جو خدائی عطیہ ونوازش ہے۔ کے بھی منکر تھے، جو نبوت حضرت خاتم النبیین ﷺ پر جا کر تمام ہوئی، ان کا خیال تھا کہ نبوت، کسبی ہوتی ہے، انہوں نے نبوت کی صفات وعلامات تبدیل کر ڈالیں، نبی اور امت کو کسی بھی عام مصلح کو برابر قرار دیا، اسی طرح ان معجزات کا بھی انکار کیا جو انبیاء کرام کے ہاتھوں سے خدائے کریم وقدیر کی قدرت سے ظاہر ہوئے، ان کا کہنا ہے:

’’خوارق، خداوند کریم کے دست قدرت سے بالاتر ہیں۔‘‘

گویا موصوف نے تکلیف وتشریع ہی کو باطل قرار دیا، بلکہ تمام قطعی ضروریات دین اور صریح وصحیح قطعی نصوص کی بھی تاویلات کیں، جن کی قطعیت، دلالت وثبوت کے اعتبار سے مسلم ومتفق ہے، حتّٰی کہ میرٹھ کے ایک خطاب میں کہنے لگے:

’’دنیوی معاملات تو خود اسلام نے ہمارے سپرد کر رکھے ہیں کہ جس طرح چاہیں اور جیسے چاہیں ان کے متعلق تصرف کریں؛ اس لیے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمادیا ہے: ’’أنتم أعلم بأمور دنیاکم مني‘‘ (تم اپنے دنیوی معاملات کو مجھ سے بہتر جانتے ہو)، جہاں تک دینی معاملہ کا تعلق ہے تو اس میں خوب وسعت وکشائش

رکھی گئی ہے، فرمایا گیا: "من قال: لا إله إلا الله دخل الجنة، وإن زنیٰ وإن سرق". (جس شخص نے کہا: خدائے برحق کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ گویا جنت میں داخل ہوگیا، اگرچہ بدکاری یا چوری کا مرتکب ہو)۔"

موصوف کے نزدیک ساری شریعت اسلامی کا یہی خلاصہ اور نچوڑ ہے، چنانچہ وہ قرامطہ باطنیہ، اسماعیلیہ، مزدکیہ، اخشونیہ جیسے ملحد زنادقہ کے گروہ میں شامل ہوگئے، جنہوں نے قطعی ضروریات دین میں دوراز کار تاویلات کی ہیں، بلکہ موصوف ان کے روحانی شاگرد معلوم ہوتے ہیں کہ انہی کے افکار کو اخذ کرکے یہ گمان کر بیٹھے کہ گویا وہ خود ان نظریات کے موجد ہیں، شیطان نے انہیں ان کی فکر کو مزین کر دکھلایا تو انہوں نے نصوصِ قرآنی اور احادیثِ نبوی میں ایسی بودی اور بیکار تاویلات کیں، جن سے طبائع سلیمہ کراہت محسوس کرتی اور جنہیں سماعت صحیحہ مسترد کردیتی ہے، اس طرح کی تاویلات تو ایک عقلمند شخص کے کلام کی بھی نہیں کی جاسکتیں، چہ جائیکہ خدائے پاک کے بلیغ وفصیح اور معجز کلام میں ایسی دوراز کار تاویلات کو راہ دی جائے، یا حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ جنہیں جامع کلمات کی گویائی سے سرفراز فرمایا گیا۔ کے کلام کی ایسی بھونڈی تاویلات لائی جائیں۔ دراصل اللہ تعالیٰ نے موصوف کی بصیرت کو اندھا کرڈالا تھا، جس کی بنا پر وہ اتنی تمیز بھی نہ کرسکے کہ آیا (قرآن وسنت میں) ان تاویلات کی عربیت کے پہلو سے گنجائش بھی ہے یا نہیں؟ اور یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ اعدائے دین نے ان کی آنکھوں پر کھلی جہالت کے پردے ڈال دیئے تھے اور جس کو خدا، نور سے نہ نوازے، واقعۃً وہ نورِ فراست سے سرفراز ہو ہی نہیں سکتا ہے، یوں موصوف (بزعمِ خود) دین کی خدمت سرانجام دے رہے تھے اور اہلِ کفر واہلِ اسلام کو متحد فرمارہے تھے۔

اس طرح کی تاویلات سے موصوف نے قرآن پاک میں تحریف کی، دین اسلام کی تعلیمات کو مسخ کیا اور شریعت مطہرہ کے ستھرے خدوخال کو بدصورت وبدنما کردیا، انہی من گھڑت

اصولوں کی بنیاد پر موصوف نے "تفسیر القرآن" کے نام سے اردو میں تفسیر لکھی، درحقیقت یہ کتاب "تفسیر القرآن" کے بجائے "تحریف القرآن" کہلائے جانے کی مستحق ہے، بلکہ موصوف اپنی تحریفات میں یہودی علماء سے بھی ایسی سبقت لے گئے کہ وہ بھی ان سے کئی منزلیں پیچھے ہیں۔لیکن اللہ تعالیٰ نے نظمِ قرآن کی حفاظت کا وعدہ فرما رکھا ہے،اس لیے موصوف اس نظم قرآنی میں تحریف وتغیر نہیں کر پائے، وگرنہ ان کی شخصیت سے یہ تغیر وتحریف بھی کچھ بعید نہ تھی، اور شاید ان کے لیے یہ قدم اٹھانے میں بھی رکاوٹ نہ ہوتی، یوں موصوف نے اہل یورپ کی تحریک کی خاطر متاعِ دین فروخت کر دیا، بلکہ اپنی تفسیر ودیگر تالیفات اور خطبات میں خوب الحاد بکھیر دیا ہے۔

افکارِ سرسید اور مولانا عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

اللہ تعالیٰ نے قیامت تک اپنے دین کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے اور اپنے بندوں میں اس کی سنت رہی ہے کہ کوئی بھی دور، دینی معاملات کے محافظ اہل حق سے خالی نہیں رہا۔مشہور ضرب المثل ہے: "لکلّ فرعون موسی، ولکلّ خرق راقع "یعنی "ہر فرعون کے لیے موسیٰ ہوتا ہے اور ہر پھٹن کے واسطے پیوند کار بھی ہوتا ہے"، چنانچہ موصوف کے کفر والحاد کا قلع قمع کرنے اور ان کی باطنی خباثت ونجاست سے دین کو پاک صاف کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا ابو محمد عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کو منتخب فرمایا، جو دہلی کے باسی، دارالعلوم دیوبند کے تعلیم یافتہ اور "حقانی" کے لقب سے معروف تھے، چنانچہ مولانا موصوف نے زبان وقلم سے ان کی خوب تردید کی، اور جلتا انگارہ اس ملحد کے پہلو اور پسلیوں کے درمیان رکھ دیا اور ان کے باطل خیالات وافکار کو تہہ وبالا کر دیا۔اسی طرح اللہ تعالیٰ گمراہ فرقوں کی سرکوبی کے لیے ایسے قابلِ قدر افرادِ امت کو چنتے ہیں، جو زمانے کے سرد وگرم چشیدہ، آزمودہ کار وتربیت یافتہ ہوں، جو ایسے ملحدین وزنادقہ کی خفیہ اسکیموں اور وسوسوں کو خوب پرکھ لیتے ہیں اور ان کے خسائس ورذائل کا ادراک رکھتے ہیں، چنانچہ یہ رجالِ کاران کے خُبث وخباثتوں کو نمایاں کر لیتے ہیں۔

بہر کیف محترم مولانا عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ نے "فتح المنان" کے نام سے سر سید کی تفسیر کے رد میں ایک تفسیر تحریر فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے امت کو اس تفسیر سے خوب نفع پہنچایا۔ فاضل مؤلف کی ایک مفصل کتاب بھی ہے، جو گویا ان کی تفسیر کے لیے مقدمہ کی حیثیت رکھتی ہے، جس میں فاضل مؤلف رحمۃ اللہ علیہ نے سر سید کے الحاد کی بنیاد کو آشکارائے عالم کیا اور اس کے فاسد و باطل اصولوں کی خوب تنقید و تردید کی ہے۔ اس کتاب کا نام "البیان في علوم القرآن" ہے، اس کتاب کا انگریزی میں بھی ترجمہ کیا گیا ہے، جس کو مشرقی و مغربی ممالک میں خوب پذیرائی حاصل ہوئی۔

سر سید کے کردار کے متعلق یہ چند نمونے ہیں، اے ہوشمند و باخبر مخاطب! (ان کی روشنی میں) انصاف سے کام لیجیے! آپ سے حلفیہ التماس ہے؛ کیونکہ انصاف بہترین صفت ہے، کیا دینی امور یا حمیتِ وطنی اور حریتِ وطن میں سے کوئی ایسی چیز ہے جس کو تباہ و برباد کرنے کی اس شخص نے کوشش نہ کی ہو؟! کاش ان کا یہ کفر والحاد ان کی ذات سے آگے نہ بڑھتا! اگرچہ موصوف نے اپنے تئیں کوشش کی تھی کہ سب لوگوں کو اپنے دین کے تابع بنالیں اور لوگ ان کی ہفوات پر ایمان لے آئیں۔

بعض کتابوں میں موصوف نے حجۃ الاسلام امام غزالی قدس سرّہ (جیسی بلند پایہ شخصیت) کا استہزا کیا ہے، اندازہ لگائیے کہ اس بیوقوف ملحد کی بیوقوفی کہاں تک جا پہنچی؟! اور اس کا یہ اندھا پن اسے کن راہوں پر گامزن کر گیا؟! وہ اپنی باطل تاویلات و تحریفات کو اسرار و دقائق شمار کرنے لگا، نوبت بایں رسد کہ اپنی تفسیر میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق یہاں تک کہہ گیا:

"اونٹ چرانے والے، چرواہوں کو یہ حقائق سمجھ نہیں آسکتے تھے، اس لیے ان کی خاطر ان کی فہم و دانست کے مطابق مثالیں بیان فرمائی گئیں۔"

افسوس صد افسوس! (اس شخص کی شر انگیزی کتنی بڑھی ہوئی تھی، اس کے افکار تو عربی کی مشہورِ زمانہ ضرب المثل کا مصداق ہیں): "تفاقم الشر وبلغ السكين العظم."

"یعنی شر، حدود پھلانگنے لگا اور چھری سرایت کرتے کرتے ہڈی تک جا پہنچی۔"

سرسید اور مولانا شبلی

مجھے تو ہندوستان کے مشہور مؤرخ اور "سیرۃ النبی" اور "الفاروق" وغیرہ جیسی گرانمایہ کتابوں کے مصنف، مولانا شبلی نعمانی پر تعجب ہے کہ موصوف، سرسید کے متعلق کس قدر عقیدت رکھتے تھے!! مجھے تو اس پر ناقابل برداشت حد تک افسوس ہوا کہ موصوف اپنے خطوط میں سرسید کو یوں مخاطب ہوئے:
"سیدي ومولائي" اور جب سرسید کا انتقال ہوا تو اپنے ایک دوست کو موصوف شبلی نعمانی نے لکھا:

> "ملتِ اسلامیہ کے ستون اس حادثہ سے ہل گئے، میری مراد سید احمد خان کا رب ذوالجلال کی رحمت کی طرف انتقال ہے، یہ حادثہ بروز اتوار ۲۷/ مارچ کو پیش آیا، ہماری جمعیت بکھر گئی اور میں کچھ دیر تو بالکل ناکارہ وبے حواس ہو رہا۔
> والسلام، شبلی نعمانیؒ علی گڑھ، ۲۹/ مارچ ۱۸۹۸ء۔"

(مکاتیب شبلی: ۲/ ۲۲۷، دار المصنفین اعظم گڑھ، ۲۰۱۲ء)

یہ اس خط کے عربی الفاظ ہیں (جن کی اصل اردو تحریر اوپر پیش کی گئی ہے) میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ آیا چند مشترکہ مصالح کے پیش نظر یہ دینی مداہنت تھی یا پھر ان دونوں شخصیات کی ارواح کی آپسی مناسبت اور فہم ودانائی میں دونوں کے مقاصد کا اشتراک تھا؟! یہ ہے ان کے علم کی انتہا!

ان تمام باتوں کی اعلانیہ طور پر وضاحت اس لیے ضروری سمجھتا ہوں کہ کافر سے چشم پوشی بھی برتنا دین نہیں ہے، جیسے ایک مسلمان کو کافر گردانا، دین نہیں ہے۔ اس مسئلہ کے حوالے سے لوگ دو بالکل مخالف سمتوں میں ہیں: بعض نے نادانی میں افراط سے کام لیا ہے اور بعض نے تفریط کی راہ اپنائی ہے۔ ہمارے حضرت امام العصر (مولانا محمد انور کشمیری رحمۃ اللہ علیہ) نے "إكفار الملحدين" میں اس کی وضاحت فرمائی ہے، بلکہ درحقیقت کافر سے چشم پوشی، تکفیر مسلم سے زیادہ اسلام کے لیے ضرر رساں ہے، لیکن یہ مقام اس مسئلہ کی تفصیلات کا متحمل نہیں، لہٰذا ہم ان تفصیلات سے اعراض کرتے ہیں۔

اب آپ مذکورہ مکتوب پر دوبارہ نگاہ ڈالیے، اگر سرسید احمد خان جیسا شخص، ملت اسلامیہ

کے ستونوں میں سے شمار کیا جائے گا تو اس ملت کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟! جبکہ آپ دیکھ چکے کہ اس شخص نے ملت اسلامیہ کے بنیادی ارکان میں سے کسی بھی رکن کو اپنی ناکام و نامراد کوششیں صرف کر کے اپنے تئیں انہیں متزلزل کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔

لیکن تعجب اس پر ہے کہ ایک شخص، قرآن اور دین اسلام کی تحریف کرتا ہے، دین کو ایک عقلی شاخسانہ گردانتا ہے، برطانوی سامراج کے جال کو مضبوط کرنے کے لیے ان کی امداد واعانت میں کوشاں ہے، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خائن ہے، ملعون حکومت کے غلبے کی تائید کر کے وطن اور باشندگانِ وطن کے ساتھ خیانت وبددیانتی کا مرتکب ہے، پھر بھی وہ ملت اسلامی کا ستون کہلائے؟! اگر ملت اسی کا نام ہے تو ایسی گمراہ وباطل ملت سے میں اللہ تعالیٰ کے حضور براءت کا اعلان کرتا ہوں۔

نیز ان لوگوں کے حال پر بھی افسوس صد افسوس! جن کی طرف انگلیوں سے اشارہ کیا جاتا ہے، یہ ان لوگوں کے ظاہری وباطنی عیوب ہیں اور یہ ان کا ظاہر وباطن ہے، انہی فاضل مؤرخ (مولانا شبلی) نے اپنی کتب ورسائل کو ایسے امور سے بھر دیا ہے، جن کو خدا ورسول پر ایمان رکھنے اور قلب میں ایمانی ٹھنڈک محسوس کرنے والا اور شرح صدر کی دولت سے مالا مال شخص قبول نہیں کر سکتا۔ موصوف اپنے بہت سے نظریات میں مذکورہ شخص سے متفق نظر آتے ہیں، مؤرخ موصوف کے عذر کو قبول کرتے ہوئے آخری حد یہ ہے کہ ہم ان کو غالی معتزلی شمار کریں، ورنہ ان کا معاملہ بھی نازک اور ان کے افکار نہایت خطرناک ہیں۔

دراصل فی زمانہ امت میں شرانگیزی اور فتنہ وفساد کا سیل رواں جاری ہے، دینی مداہنت اور عملی نفاق کا دور دورہ ہے، البتہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے حضور قلبِ سلیم کے ساتھ حاضر ہو جائے یا جسے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھیں (وہی شخص کامیابی وکامرانی سے ہمکنار ہوگا)۔

جب اس شخص کا یہ حال ہے تو اس کے پیروؤں اور (روحانی) اولاد کا کیا حال ہوگا؟! بلاشبہ توفیقِ خیر تو اللہ تعالیٰ کی عنایت ہے، اور سیدھی راہ کی طرف ہدایت بھی اس کے قبضۂ قدرت میں ہے۔

ان مؤرخ موصوف (مولانا شبلی نعمانی) کے پیروکاروں پر بھی حیرت ہے کہ موصوف نے جہاں اسلام کے اجماعی عقیدہ کی مخالفت کی اور صریح احادیث کے خلاف افکار اختیار کیے ہیں، وہاں یہ لوگ ان علمی غلطیوں پر کیوں پردے ڈالتے ہیں؟!

درحقیقت انسانی ارواح جب عالم ارواح میں لشکروں کی صورت میں جمع تھیں، تب وہاں جو روحیں آپس میں مناسبت رکھتی تھیں، وہ دنیا میں بھی آکر آپس میں متعارف رہیں اور جن ارواح میں وہاں مناسبت نہ تھی، وہ دنیا میں بھی باہم اجنبی رہیں، ان سب لوگوں کی قرآن وحدیث اور تاریخ کے متعلق کئی ہفوات ہیں، جو قابلِ تنبیہ ہیں، لیکن یہ مقام ان کے تذکرے کا نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ، تمام امت محمدیہ کو راہ راست پر چلائے، ہمیں بھی الحاد وزندقہ سے محفوظ فرمائے اور اللہ تمہیں اپنی ذات سے ڈراتا ہے اور اللہ واقعی اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے۔

دعا ہے کہ اللہ رب العزت ہمیں درست دین اسلام اور شریعت محمدیہ کی اتباع کرتے ہوئے دنیا سے اٹھائے اور حق وراہِ راست کی ہدایت اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقه سیدنا ومولانا محمد وآله وصحبه أجمعین!